دینی اور عصری اداروں کے طریقہ امتحان کا فرق

سید باچا آغازادہ
مدرس دارالعلوم نعمانیہ، کوئٹہ

دینی مدارس اور عصری تعلیمی اداروں کے طریقۂ تعلیم، نظام تربیت کے ساتھ ساتھ طریقۂ امتحان میں بھی نمایاں فرق ہے۔ میں دینی علوم سے فارغ التحصیل ہونے ساتھ ساتھ عصری علوم سے بھی وابستہ ہوں۔ اس لیے یہ تجزیہ میرے ذاتی مشاہدے پر مبنی ہے۔ دینی مدارس میں جن علوم کا درس دیا جاتا ہے اس کا اثر بھی طلبہ پر نمایاں ہوتا ہے۔ اساتذہ کا ادب، ادارے کا احترام، کتاب سے لگاؤ اور مطالعہ کا شوق، دینی مدارس کے ہر ایک طالب علم کی نمایاں خصوصیات ہیں جبکہ اس کے مقابلے میں عصری تعلیمی اداروں میں ایسے اوصاف شاید ہی کسی طالب علم میں پائے جاتے ہوں۔ بہرحال اس مضمون کا بینادی موضوع دینی مدارس اور عصری اداروں کے طریقۂ امتحان کا فرق واضح کرنا ہے۔ جیسا کہ میں نے عرض کیا کہ میں عصری اداروں سے (سکول تا یونیورسٹی) وابستہ رہا ہوں اور کالج میں بحثیت لیکچرر پوسٹنگ کے بعد چار مرتبہ امتحان میں ڈیوٹی سرانجام دی ہے۔ بحثیت سپرنٹنڈنٹ و ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ امتحانات بلوچستان کے چار مختلف اضلاع میں جانا ہوا اور امتحان دینے والے طلبہ کو نقل کا آسرا لیتے ہوئے پایا۔ اگر امتحان میں کچھ سختی کی جائے اور نقل پر پابندی لگائی جائے تو ناممکن ہے کہ کوئی طالب علم اپنی یادداشت سے کچھ لکھ سکے جبکہ سختی کے عوض طلبہ کی جانب سے دھمکی، مارپیٹ، بلیک میلنگ کے واقعات بھی اکثر وقوع پذیر ہوئے ہیں۔ امتحان ہال میں شور شرابہ، ہال کے باہر طلبہ کو نقل پہنچانے والے ہیلپروں کی جمع غفیر، پیپر آؤٹ نہ ہونے کی صورت میں سنگ باری، نعرے بازی، امتحان کا بائیکاٹ جیسے واقعات معمول کی بات ہے۔ ان حالات میں نگران عملہ کے لیے امتحان لینا ایک آزمائش سے کم نہیں ہوتا۔

بہرحال نگران عملہ اپنی عزت، بورڈ اور یونیورسٹی کا وقار برقرار رکھنے اور امتحان کو جاری رکھنے کے لیے ان آزمائشوں سے نبرد آزمار ہتے ہیں۔ اس کے مقابلے میں اگر وفاق المدارس العربیہ پاکستان کے طریقۂ امتحان کا جائزہ لیا جائے تو خوشگوار حیرت ہوتی ہے۔ اس سال میں وفاق المدارس کے تحت منعقد ہونے والے سالانہ امتحان کے موقع پر امتحان ہال بحثیتِ نگران مامور تھا۔ عصری اداروں کے امتحان گاہوں کے مقابلہ میں یہاں کا نظم ونسق اور سنجیدہ ماحول قابل رشک تھا۔ وفاق المدارس لائقِ داد ہے جس کا ایک ہی پرچہ، بیک وقت پورے ملک میں شروع ہوتا ہے اور 2 مہینوں کے اندر امتحان کا انعقاد اور رزلٹ دونوں مراحل مکمل ہوجاتے ہیں۔ امتحان مسجد یا کشادہ ہالوں میں ہوتے ہیں

جن میں مکمل خاموشی ہوتی ہے صبح آٹھ بجے سے لے کر 12 بجے تک امتحان کے دوران کسی طالب علم یا نگران عملہ کی بلند آواز میں گفتگو اور نقل کا کوئی امکان نہیں ہے، یہاں تک کہ قریب بیٹھے ہوئے ساتھی سے بھی کسی کو پوچھنے کی اجازت نہیں۔ایسی جرأت کسی نے کی تو تین سال کے لیے اس کا امتحان کالعدم قرار دیا جاتا ہے۔عصری اداروں (بورڈ اور یونیورسٹی) کے امتحانات میں اکثر اوقات (Impersonation) متبادل طلبہ دوسرے کی جگہ پر امتحان دیتے ہیں جبکہ وفاق المدارس کے امتحان میں اس کی کوئی گنجائش نہیں۔ایسا ہوا بھی تو ایسے طلبہ بھی تین سال کے لیے کالعدم (امتحان سے نااہل) قرار دیئے جاتے ہیں۔عصری اداروں کے ایسے متبادل طلبہ کے خلاف اگر کارروائی ہوئی تو وہ کیس (رپورٹ) بنانے والے نگرانوں کو دھمکی کے ساتھ ساتھ مار پیٹ کا موقع بھی ہاتھ سے جانے نہیں دیتے، جبکہ وفاق المدارس کے امتحان میں ایسی حرکت کا کوئی سوچ بھی نہیں سکتا۔وفاق المدارس کے امتحان میں سفارش اور اثر ورسوخ استعمال کرنے کی بھی کوئی گنجائش نہیں، جبکہ عصری اداروں کے امتحانات کے انعقاد کے ساتھ ہی سفارش اور اثر ورسوخ کا سلسلہ شروع ہوتا ہے، غرضیکہ مختلف قسم کے وسائل استعمال کیے جاتے ہیں۔

لہٰذا دینی مدارس اور عصری اداروں کے طریقۂ تعلیم سے لے کر طریقۂ امتحان تک جو مراحل میں نے دیکھے ہیں تو میں یہ کہنے پر حق بجانب ہوں کہ دینی مدارس کو نہ چھیڑا جائے بلکہ انہیں اپنے نصاب، طریقۂ کار وغیرہ خود وضع کرنے دیا جائے تاکہ وہ اطمینان اور مکمل یکسوئی سے اپنا کام مزید مثبت انداز سے جاری رکھ سکیں اور اسلام و مسلمانوں کی خدمت کا جو بیڑا ان علماء اور طلبہ نے اٹھایا ہے اس میں وہ کامیاب وکامران ہوں۔اس کے مقابلے میں عصری نظام تعلیم کا اثر ہے کہ اس نظام کے تحت زیر تعلیم طلباء کی وضع قطع شرعی نہیں رہی، عقائد متزلزل ہوگئے؟! مغرب کی محبت وعظمت ان کی نظروں میں ایسی سماجاتی ہے کہ اسلامی اقدار کو حقارت کی نظر سے دیکھتے ہیں۔تعلیمی اداروں پر اگر نظر دوڑائی جائے تو وہ سیاسی تنظیموں کی سرگرمیوں کے مراکز نظر آتے ہیں۔استاذ کے ادب واحترام کی مشرقی روایت اب قصۂ پارینہ بن گئی ہے۔تعلیم کی بجائے سرٹیفکیٹ کے حصول کی اہمیت زیادہ ہوگئی ہے۔مخلوط نظام تعلیم سے اخلاق سنورنے کی بجائے عقل دیوالیہ ہورہی ہے۔مخلوط تعلیم نے انسانی زندگی کو اس مقام پر لا کھڑا کیا ہے کہ زندگی کی رعنائی ختم ہوکر رہ گئی ہے اور انسان اپنی ملکوتی صفات سے ہاتھ دھو بیٹھا ہے۔حکومت کو چاہیے کہ وہ ایسا نظام تعلیم ملک میں رائج کرے جو ہمارے اخلاقی نظام سے ہم آہنگ ہو تاکہ ہم تحقیق کے میدان میں اکابر مسلم محققین ومفکرین کے کارناموں اور تحقیقات، اقتصادی وسائل ومنصوبہ بندی اور فکری سرمایہ کو اپنے ملک کی بقاء وسالمیت کے حوالے سے روبہ کار لائیں۔اسی کے ساتھ ساتھ دینی مدارس کی اسنادان کے حقیقی اور شفاف تعلیمی نظام وطریقۂ امتحان کی بدولت عصری اداروں کے اعلیٰ سرٹیفکیٹ کے برابر تسلیم کیے جائیں اور وفاق المدارس کے طریقۂ امتحان کو عصری اداروں کے امتحانات میں رائج کیا جائے، جس میں نہ تو نقل کی گنجائش ہے اور نہ ہی سفارش کی۔

☆......☆